# علم دلائل النبوۃ کے ارتقاء میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا کردار

# The Role of Sheikh Abdul Haq Muhaddith Dehlavi in the Evolution of Ilm-e-Dalail-un-Nubowah

ڈاکٹر محمد ریاض محمود: ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھاٹ، ہسٹری اینڈ کلچر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر ندیم عباس: لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

## ABSTRACT

This study aims to analyze the role of Sheikh Abdul Haq Muhaddith Dehlavi in the promotion and interpretation of Ilm-e-Dalail-un-Nubowah. It is a divine fact that the Prophethood is the position which Allah Almighty has bestowed on His chosen personalities for the spiritual guidance and the betterment of humanity. To verify its truthfulness, the Prophets are awarded a large number of intellectual arguments which are called Dalail-un-Nubowah. This is a branch of science related to Seerah and its main sources are Holy Qur'an and Sunnah. For the evolution of this specific knowledge, Muslim scholars have written many books in every phase of history and have introduced various aspects of it. Imam Shafi'i, Abu Daud, Tabarani, Ibn Manda, Abu Nuaim Asfahani and Bayhaqi have played their significant role in this regard. In subcontinent, Sheikh Abdul Haq Muhadis Dehlvi played an outstanding role in the development of the Ilm-e-Dalail-un-Nubowah. He studied various aspects of this branch of religious knowledge. He responded the objections related to prophethood and its related discussions. He wrote a reliable and splendid book called "Madarij al-Nabwa". It is very important to study and analyze the role of Sheikh Abdul Haq Muhaddith Dehlavi in order to get acquainted with scholarly aspects of the Ilm-e-Dalail-un-Nubowah. This research paper is being formulated to fulfil this intellectual need.

**Keywords**: Dalail-un-Nubowah, Holy Quran, Madarij-un-Nabowah, Prophethood, Seerah, Sheikh Abdul Haq Muhaddith Dehlavi, Subcontinent

## 1۔ موضوعِ تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر

اس تحقیقی مضمون کی تشکیل و پیش کش کا بنیادی مقصد علم دلائل النبوۃ کے ارتقاء میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے علمی و فکری کردار کا جائزہ لینا ہے۔علم دلائل النبوۃ ایسے علوم و معارف اورآفاقی و ابدی براہین پر مشتمل ہے جن سے منصبِ نبوت کی ضرورت و اہمیت اور صداقت کا اثبات ہوتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کو دیگر انبیاء سے منفرد مقام حاصل ہے۔ حضور ﷺ کی نبوت کے اثبات کے لیے رونما ہونے والے معجزات نے انسانی تاریخ پر غیر معمولی اثرات مرتب کیے۔ کفار و مشرکین کے باطل و بے جا اعتراضات کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا اثبات کیا ہے۔علم دلائل النبوۃ سے وابستہ مختلف ابحاث کو سیرت نگاران اور محدثین نے مختلف ناموں سے ذکر کیا ہے ۔اس ضمن میں "اعلام النبوۃ"، "علامات النبوۃ" ، "خصائص النبوۃ"، "معجزات النبی "اور "دلائل النبوۃ "کی اصطلاحاتِ سیرت کو شہرتِ دوام حاصل ہوئی۔ مسلم مفکرین نے دلائل النبوۃ پر متعدد کتب احاطہ تحریر میں لانے کی سعی جمیل کی ہے۔اس علمی ارتقاء کے بہت سے اسباب تھے۔پہلا سبب یہ تھا کہ وہ غیر مسلم یا منکرین نبوت و رسالت جو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے سے گریزاں تھے ان کے رد میں صداقت نبوت محمدی ﷺ پر دلائل و براہین قائم کیے گئے۔ علم دلائل النبوۃ پر خصوصی توجہ کا دوسرا سبب یہ تھا کہ ان شکوک و شبہات کا ازالہ ضروری تھا جو مسلمانوں کے بعض علمی طبقات کے طرز فکر میں موجود تھے۔یہی وجہ ہے کہ بہت سے مسلم علماء نے معتزلہ اور بعض اہل فلسفہ کی اس میدان میں اصلاح کی۔ تیسرااوراہم سبب امت مسلمہ کے عقیدہ و اذہان میں مزید پختگی لانے کے لیے نبوت کے دلائل و معجزات سے متعلق آگاہی فراہم کی گئی۔درج بالا امور پر ہر دور میں ضرورت کے مطابق دلائل دیے گئے ۔مسلمانوں کے ہاں دلائل النبوۃ انتہائی ذی احتشام و احترام علم ہے۔اس علم کی برکت و حلاوت سے بہرہ مند ہونے کے لیے نامور سیرت نگاران، محدثین کرام اور حاملین علم وفضل نے اپنی پوری صلاحیتیں صرف کی ہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ نے" اثبات النبوة والرد على البراهمة " پر باقاعدہ کتاب تحریر کی، امام بخاری نے "باب علامات النبوة في الاسلام "[1] قائم کیا، امام ابو داؤد نے " دلائل النبوة"[2] تحریر کی۔علاوہ ازیں امام ابن ابی الدنیا، ابو اسحاق الحربی، فریابی، طبرانی، ابن مندہ، ابو نعیم اصفہانی اور امام بیہقی

[1] ۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح،4/ 191، دار طوق النجاۃ، 1422ھ

[2] ۔ ابو داود، سلیمان بن اشعث ازدی سجستانی، دلائل النبوۃ۔بیروت، لبنان: دار الفکر، 1414ھ

نے" دلائل النبوۃ "[3] اور متاخرین میں امام جلال الدین سیوطی نے "الخصائص الکبری"[4] اور مجدد الف ثانی نے "اثبات النبوۃ فی تحقیق النبوۃ "[5] کے نام سے کتب تحریر کیں۔

برصغیر میں علم دلائل النبوۃ کو فروغ دینے اور اس علم کی روحانی وایمانیاتی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں جن شخصیات نے اہم کردار ادا کیا ان میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا نام تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ نے اپنی کتاب " مدارج النبوۃ " میں علم دلائل النبوۃ کی توضیح و تشریح فرمائی اور اس علم پر وارد اعتراضات کا جائزہ لیا۔[6] علم دلائل النبوۃ کے ارتقاء میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے کردار کے جائزے سے متعلق مقالہ ہذاچھ اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلا جزوموضوعِ تحقیق کے تعارف، اہمیت اور پس منظر پر مشتمل ہے۔ دوسرے جزو میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور ان کی کتاب "مدارج النبوۃ "کا تعارف کرایا گیا ہے۔ تیسرے جزو میں دلائل النبوۃ کے ارتقاء میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چوتھے جزو میں علم دلائل النبوۃ سے متعلق روایات کی تحقیق کے ضمن میں شیخ عبد الحق کے اسلوب کا جائزہ لیا گیا ہے۔ پانچویں جزو میں دلائل النبوۃ سے متعلق اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چھٹا اور آخری جزو خلاصہ بحث پر مشتمل ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے علم دلائل النبوۃ کے ارتقاء میں کردار کا جائزہ لینے کے لیے ان کی کتاب "مدارج النبوۃ" کے علاوہ دیگر کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی عظیم علمی و تحقیقی خدمات کو محققین اور مقالہ نگاران نے تحریری صورت میں پیش کیا ہے لیکن علم دلائل النبوۃ کے ارتقاء میں آپ کے کردار سے متعلق تا حال کوئی تحقیقی مقالہ یا مضمون منصہ شہود پر نہیں آیا۔ اسی علمی ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر اس مضمون کو مرتب کر کے اشاعت کے لیے پیش کیا گیا ہے۔

## 2۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور ان کی کتاب "مدارج النبوۃ"

[3]۔ البیہقیؒ، أحمد بن الحسین بن علی بن موسی، أبو بکر، دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1405

[4]۔ السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، الخصائص الکبری، بیروت، در الکتب العلمیۃ، 2008ء

[5]۔ مجدد الف ثانی، احمد، سرہندی، اثبات النبوۃ فی تحقیق النبوۃ، کراچی، ناظم آباد، ادارہ مجددیہ، 1984ء

[6]۔ محدث دہلوی، عبد الحق، شیخ، مدارج النبوۃ، کان پور، بھارت، مطبع منشی نول کشور، 1905ء۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی برصغیر کے ممتاز عالم دین، مفسر، محدث اور سیرت نگار ہیں۔ آپ 958ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے اور 1052ھ کو وصال فرمایا۔ علمی و مذہبی گھرانے سے وابستگی کی وجہ سے بچپن میں ہی قرآن کریم حفظ کر لیا۔ ابتدائی تعلیم والد محترم شیخ سیف الدین سے حاصل کی۔ بعد ازاں تقریباً اٹھارہ سال علمائے ماوراء النہر سے اکتساب علم کیا۔ اساتذہ میں والد محترم کے علاوہ شیخ عبد الوھاب متقی، شیخ احمد مدنی اور شیخ حمید الدین شامل ہیں۔ یاد رہے کہ آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ اڑتالیس سال کی عمر میں سرزمین حجاز مقدس تشریف لے گئے وہاں چار سال قیام کے دوران شیخ عبد الوھاب متقی کے پاس منازل سلوک وطریقت طے کیں اور ان سے درس مشکوۃ بھی لیا۔ آخری عشرہ رمضان شیخ عبد الوھاب متقی کے ساتھ اعتکاف کیا۔ مدینہ منورہ میں کچھ عرصہ گذارا اور طائف میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دی۔ بعد ازاں شیخ کے حکم سے ہندوستان لوٹ آئے، وہاں آکر مدرسہ علم و ارشاد کا آغاز کیا اور شب و روز خدمت علوم دینیہ میں مصروف ہو گئے۔ مدرسہ کے ساتھ ایک خانقاہ کا قیام بھی عمل میں لائے۔ ان علمی خدمات کے ساتھ تزکیہ نفس کے لیے بھی کوشاں رہے۔ ایک عظیم لائبریری تیار کی جس میں عرب و عجم سے لائی گئی کتب موجود تھیں۔ یہی علمی ذخیرہ آپ کے تصنیفی و تالیفی سلسلہ کی وسعت کا باعث بنا۔[7]

آپ نے تفسیر، عقیدہ، حدیث، فقہ، اخلاق و تصوف، فلسفہ و منطق، سیرت و تاریخ اور دلائل النبوۃ ایسے موضوعات پر ایک سو سے زائد کتب تحریر کیں۔ ان کتب میں "الاکمال فی اسماء الرجال"، "مقدمه فی اصول الحدیث"، "اشعة اللمعات (فارسی)"، "لمعات التنقیح (عربی)"، "اخبار الاخیار"، اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی کتاب المشکوۃ"، "تحقیق الاشارة"، "رساله اقسام الحدیث"، "ما ثبت بالسنة فی ایام السنة" اور "مدارج النبوۃ"[8] کو علمی حلقوں میں غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی۔ "مدارج النبوۃ" کو علم دلائل النبوۃ کے ارتقاء میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے اور دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ اس کے سبب تالیف کو اس طرح واضح کرتے ہیں کہ جس وقت مفسد متکبرین اور درویش مزاج لوگوں نے انحراف کی راہ لی، آپ ﷺ کی شان اقدس کو سمجھنے میں

---

[7] ۔ منشی برکت علی، مراۃ الحقائق، ہندوستان، رام پور، مطبع عزیزی، 1905ء۔

[8] ۔ تعارف ملاحظہ کیجیے: نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبد الحق محدث دہلوی، لاہور، اردو بازار، مکتبہ رحمانیہ، علیم اشرف خان، ڈاکٹر، حیات و علمی خدمات شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شیخ عبد الحق محدث اکیڈمی، نئی دہلی، اسلامک وںڈرس بیورو، سید احمد عروج، عبد الحق محدث دہلوی حیات اور کارنامے، ادارہ رفیق پٹنہ ۔ منشی برکت علی، مراۃ الحقائق، ہندوستان، رام پور، مطبع عزیزی، 1905ء۔

کو تاہ نظری سے کام لیا، عوام الناس کو علمی و عملی میدان میں مشکلات پیش آنے لگیں اور عقائد کمزور ہونے لگے تو اس علمی و تصنیفی خدمت کو سامنے لانا لازم ہو گیا۔ آپ ﷺ کے احوال بیان کرنے کی کیا مجال ہے۔ بس جو آگاہ نہیں اس کو آگاہی دینا، غافلین کو خواب غفلت سے بیدار کرنا، طالبان حق کو سیدھی راہ دکھانا مقصود تھا۔ اس وجہ سے اس کتاب کو مرتب کیا۔[9] مدارج النبوۃ میں آپ نے سیرت رسول عربی ﷺ کے اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ صداقتِ محمدی کے اثبات پر قرآن و سنت سے جامع دلائل پیش کیے۔ ذات رسالت پر وارد اعتراضات کا ازالہ کیا اور ذہنوں میں موجود اشکالات و اوہام کو دلائل قاطعہ کی روشنی میں دور کیا۔ آپ کی یہ کتاب اس فن پر باکمال کاوش ہے۔ اس کا تفصیلی تعارف پیشِ خدمت ہے۔

**i۔ کتاب کے مضامین ومباحث**

کتاب پانچ اقسام میں منقسم ہے۔ قسم اول میں آپ ﷺ کے فضائل و کمالات ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ قسم گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ قسم دوم میں آپ ﷺ کے ابتدائی احوال، بچپن، نکاح، دعوت اسلام، ہجرت اور اسفار بیان کیے گئے ہیں۔ یہ قسم چار ابواب پر مشتمل ہے۔ قسم سوم میں ابتدائے ہجرت سے مرض وفات تک سن و سال کے اعتبار سے وقوع پذیر ہونے والے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ یہ گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ قسم چہارم میں واقعات مرض اور وصال، غسل، تجہیز، تکفین، نماز، دفن اور اثبات حیات انبیاء ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ قسم تین ابواب پر مشتمل ہے۔ قسم پنجم میں آپ ﷺ کی اولاد، ازواج مطہرات، اہل بیت، رشتہ دار، ایلچی، عمال، خطباء و شعراء، مؤذنین اور جنگی سامان کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ قسم گیارہ ابواب پر مشتمل ہے اور آخر میں تکملہ لکھا گیا ہے۔ اس میں معرفت و طریقت سے متعلق تحریر کیا گیا ہے۔ یہ قسم فضائل و کمالات پر مشتمل ہے اور اس کے گیارہ ابواب ہیں۔[10] آپ نے ان مضامین و مباحث میں قرآن و حدیث، اقوال صحابہ و تابعین اور مفسرین و محدثین، فقہائے اسلام اور صاحبان لغت کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔ کثیر تعداد میں آیات قرآنی سے استدلال کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں موجود اشکالات و اعتراضات کو بھی رفع کیا گیا ہے نیز ذات رسالت اور دلائل نبوت پر وارد اعتراضات کا محققانہ جواب دیا گیا ہے۔

---

[9]۔ مدارج النبوۃ 1/1

[10]۔ ایضاً 1/1

**ii۔ قرآن وحدیث سے استدلال**

دلائل نبوت اور معجزات کے باب میں آپ نے صرف اعجاز قرآن کی وجوہ میں سے ایک وجہ یعنی وہ غیبی خبریں جو نزولِ آیات قرآنی سے پہلے واقع نہیں ہوئیں تھی پر دس قرآنی آیات پیش کیں مثلاً:

**1۔لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرامَ إِنْ شاءَ اللَّهُ آمِنِينَ**[11] **2۔ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ۔**[12]

**3۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔**[13] ۔

معجزہ شق قمر پر دو آیات ذکر کیں:

**1۔ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ۔**[14] **2۔ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ۔**[15] ۔

جہاں قرآنی آیات سے استدلال کیا وہاں کئی مقامات پر ذات رسالت اور دلائل النبوۃ سے متعلق آیات سے ظاہری طور پر پیدا ہونے والے اوہام وشکوک کا ازالہ کیا۔اس کے متعلق چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

**فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنا إِلَيْكَ۔**[16] سے متعلق لکھتے ہیں کہ مفسرین کرام اس آیت کریمہ کے مخاطب کے بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ خطاب آپ ﷺ سے ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ امت سے ہے۔اللہ تعالیٰ بخوبی آگاہ ہیں کہ حضور ﷺ شک میں مبتلا نہیں لیکن خطاب میں اظہار شک فرمایا ہے۔یہ تعریض وکنایہ کی ادائیگی کے لیے ہے۔تیسری وجہ یہ ہے کہ سینہ کی تنگی سے مراد کفار کی ایذاءرسانی ہے۔یہاں صبر کی تلقین کی جارہی ہے اور بتایا جارہا ہے کہ کفار انبیائے کرام کو ایذاءوتکلیف دیتے آئے ہیں اس کا ذکر ان کی کتب میں موجود ہے ان سے دریافت کر لیجیے۔[17]

---

[11] ۔الفتح48: 27

[12] ۔ایضاً48:1

[13] ۔القمر54: 45

[14] ۔ایضاً54:1

[15] ۔ایضاً54:2

[16] ۔یونس10: 94

[17] ۔مدارج النبوۃ1/162

**وَلَوْ شاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدى فَلا تَكُونَنَّ مِنَ الْجاهِلِينَ**۔[18] کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد آپ کا جہل نہیں ہے ورنہ یہاں اللہ کی صفات میں جہل کا اثبات لازم آئے گا جبکہ ان میں انبیاء پر جہل کا اثبات جائز نہیں بلکہ یہاں حکم ہے کہ جہال کے طور طریقہ کو اختیار نہ کیا جائے نیز قوم کی روگردانی اور کفار کی مخالفت پر صبر کا حکم ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ خطاب امت کے لیے تھا۔ [19]

دلائل النبوۃ پر احادیث مبارکہ سے بھی استدلال کیا جس طرح کہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے غزوہ تبوک کے بارے میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ آپ سورج کے طلوع ہونے تک ان شاء اللہ چشمہ تبوک تک پہنچ جاؤ گے ۔[20] یہاں مستقبل کے متعلق خبر دی گئی ہے اور مستقبل کی خبریں رسول اللہ ﷺ کے نبوت کی حقانیت کے اثبات کی واضح دلیلیں ہیں۔ آپ نے نہ صرف روایات ذکر کیں بلکہ ان کی سندی و متنی حیثیت کو واضح کیا اور ان کے اہم مصادر بھی ذکر کیے نیز متن حدیث کی تشریحات کو انتہائی محققانہ انداز میں تحریر کیا۔ روایات پر حکم لگایا اور ان کے مناسب معانی کا تعین بھی کیا۔ اس دوران ایسے معانی جو بعض معتزلہ و فلاسفہ اور دیگر ملحدین نے غلط مراد لیے ان کا رد بھی کیا۔ معراج کے متعلق لکھتے ہیں کہ آیت اسراء میں مسجد اقصیٰ کے ذکر کی تخصیص اختلافات و نزاعات کے وقوع اور کفارِ قریش کے انکار کی وجہ سے ہے کیوں کہ انہوں نے اس کی علامات اور نشانیوں کا انکار کیا۔ اس پر کثیر تعداد میں احادیث مشہورہ اور اخبار صحیحہ موجود ہیں بلکہ آیات قرآنیہ بھی ہیں اس پر سورہ "والنجم" بھی نازل ہوئی ہے ۔ اگرچہ بعض حضرات اس کو رویت جبریل امین اور قرب جبریل پر محمول کرتے ہیں لیکن تحقیق یہی ہے کہ اس سے مراد واقعہ معراج ہے۔[21]

### iii ۔ تحقیق اسانید

---

[18] ۔ الانعام 35:6

[19] ۔ مدارج النبوۃ 1/164

[20] ۔ ایضاً 1/303

[21] ۔ ایضاً 1/262

آپ نے روایات کی سندی حیثیت کو بھی بیان کیا ہے۔ مثلاً ایک روایت ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض واعظین کا کہنا ہے کہ دامن رسول ﷺ میں چاند داخل ہوا اور آستین مبارک سے نکلا۔ یہ بے اصل ہے یوں ہی شیخ بدر الدین زرکشی نے اپنے استاد ابن کثیر سے نقل فرمایا ہے۔[22] اور حدیثِ" علیکم بالشفائین العسل والقرآن "کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کو ابن ماجہ و حاکم نے مرفوعاً اور ابن شیبہ و حاکم نے موقوفاً روایت کیا ہے۔ اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔[23] ایک اور مقام پر آپ ﷺ کی نگاہ مبارک کی وسعت کے متعلق پیش کی جانے والی روایت کا جائزہ لیا، لکھتے ہیں: لوگ یہاں یہ اشکال وارد کرتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں بندہ ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی اصل نہیں اور اس میں کوئی روایت صحیح نہیں ہے بالفرض ایسی روایت موجود بھی ہو تو ہمارا جواب یہ ہو گا کہ یہ انکشاف نماز کی حالت کے ساتھ خاص ہے۔ اگر آپ کے پاس علم ہے تو اللہ کی عطا سے ہے۔ پس اس میں کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمایے "واین جا اشکال می آرند کہ در بعضی روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت ﷺ کہ من بندہ ام نمیدانم آنچہ در پس ایں دیوار است جوابش آنست کہ این سخن اصلی نہ دارد و روایت بداں صحیح نہ شدہ است و اگر باشد گفتیم کہ آن انکشاف مخصوص بحال نماز است و اگر علم است موقوف باعلام الٰہی۔۔ فلا اشکال۔[24]

### iv۔ دلائل النبوۃ وخصائص نبویہ ﷺ سے متعلق روایات کی تشریح وتوضیح

کتاب ہذا میں رسول اللہ ﷺ کی صفات اور کمالات پر موجود روایات کی کمال تشریح کی گئی ہے، مثلاً الفاظ کے بہترین معانی کا انتخاب، مختلف روایات میں موجود الفاظ کو یکجا کر کے جامع ومانع مفہوم بیان کرنا، الفاظ میں موجود ابہام کو دور کرنا وغیرہ۔ آپ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ " مفلج الاسنان" تھے۔ صراح میں فلج سے مراد سامنے والے دندان کے درمیان کشادگی ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ " اشنب مفلج الثنایا " ہیں۔ اشنب کا معنی دندان کی چمک ہے۔ القاموس میں ہے کہ "اشنب "باء کی حرکت کے ساتھ کا معنی" ورقۃ وبرود عذدبۃ فی الاسنان" ہے۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی روایت

---

[22]۔ ایضاً 1/301

[23]۔ ایضاً 1/301

[24]۔ مدارج النبوۃ 1/9

میں "مفلج الثنایا" کے الفاظ ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق کشادہ لب مبارک ہیں گویا وقتِ کلام ہونٹوں کی کشادگی کے سبب دندان مبارک روشن و تاباں ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بوصیری کو خیر و برکات عطا فرمائیں، انہوں نے کہا: كانما اللولوالمكنون فى صدف من معدن منطق منه و مبتسم[25]

تبسم کے متعلق لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تبسم فرمایا کرتے۔ یہ جو روایات میں ہے کہ اس قدر ضحک فرماتے کہ نواجذ نظر آتے، نواجذ داڑھ کو کہا جاتا ہے، لہذا ضحک کے اس معنی میں مبالغہ پایا جاتا ہے۔ حقیقی کیفیت نہیں ہے۔ ضحک کا بالکل ابتدائی مرحلہ مسکرانا ہے۔ آپ کا ضحک مسکرانے کی حد تک تھا، اس سے اظہار مسرت ہوتا۔ شیخ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے انتہائی خوشی کے وقت بھی تبسم کا اظہار ہی ہوتا تھا، اس سے تجاوز نہیں فرماتے تھے اور اگر بڑھے بھی ہوں تو اسے قہقہہ نہیں کہا جاسکتا کیوں کہ قہقہہ مکروہ ہے۔[26] حضرت ابو طلحہ اور جناب ام سلیم کے گھر دعوتِ طعام کے موقع پر قلتِ طعام کی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ دس دس افراد کی ٹولیاں آتی جائیں اور کھانا تناول کرتی جائیں۔ اس روایت میں ستر (70) یا اسی (80) کی تعداد ذکر کی گئی ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رقمطراز ہیں کہ مسلم کی ایک روایت میں (شک کے الفاظ کے بغیر) اَسّی آدمیوں کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں آٹھ آٹھ ٹولیوں کا ذکر آیا ہے، شاید یہ کوئی اور واقعہ ہوگا، اس لیے کہ بخاری و مسلم میں اکثر روایات دس دس کی ہیں۔[27] بعد ازاں آپ نے ٹولیوں کے علیحدہ علیحدہ بلائے جانے کی اہم حکمتیں تحریر کی ہیں۔

**v۔ افکارِ فاسدہ کا ردِ بلیغ**

آپ نے دلائل النبوۃ پر معترضین کے اعتراضات کے انتہائی احسن انداز میں جوابات دیے۔ کبھی مسلم دانش وروں کے اعتراضات کا رد کرتے ہیں اور کبھی معتزلہ و فلاسفہ اور یہود و نصاریٰ کا، جیسا اعتراض ہوتا ہے ویسی ہی دلیل لاتے ہیں، قرآنی ظاہر الفاظ کی اصل تاویلات کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور روایات کی استنادی حیثیت کو بیان کرتے ہیں نیز عقلی دلائل سے کمال مہارت کے ساتھ افکار فاسدہ کا رد بلیغ فرماتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمایے، آپ لکھتے ہیں کہ فقہاء

---

[25] ایضاً 1/21۔
[26] ایضاً 1/22۔
[27] ایضاً 1/337۔

ومحد ثین اور متکلمین کے ایک گروہ نے انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین سے متعلق کہا کہ ان سے صغائر کا صادر ہونا جائز ہے۔انہوں نے اس آیت (ووضعنا عنک وزرک) کو دلیل بنایاہے۔درست یہ ہے کہ جس کو دلیل بنایااس کے معانی و مفاہیم میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ان میں احتمال اور تاویل ہے ان کے بر خلاف اسلاف کا اجماع و اتفاق ہے۔ان کے ظاہر پر عمل ترک کر دیا گیاہے۔[28]

معراج کے موقع پر رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ فلسفیوں کے اباطیل و منحرفات کو دلیل بنانا کہ ثقیل جسم طبعی طور پر بلندی کی جانب گامزن نہیں ہو سکتا اور آسمان میں خرق والتیام جائز نہیں وغیرہ باطل ولغو ہے۔ایک اور جماعت اس کو معانی پر محمول کرتی ہے۔اس مسکین کے نزدیک یہ انکار اور وہم ڈالنے کے مترادف ہے جب منکرین کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی تو وہ تاویلات کی طرف رجوع کرنے لگ گئے حالانکہ ایمان اسی چیز کا نام ہے کہ جو سنے اس کو تسلیم کرے جس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا۔در اصل یہ لوگ مقلد ہیں کہ عقل کی تقلید کرتے ہیں، یہ سراسر شکوک و شبہات ہیں۔فلاسفر در حقیقت انبیائے کرام علیہم السلام کے منکر ہیں لیکن ہمیں ان سے کیا غرض۔ان کا نبی تو ان کی عقل ہی ہے۔رہی بات متکلمین کی تو ان کے ذہن بھی زنگ آلود ہیں جو ابھی تک گم گشتہ ہیں جو جنگ وجدال پیدا کرتے ہیں اگرچہ ان کا خیال یہ ہے کہ وہ فلاسفہ کے مخالفین اور ان کے اعتراضات باطلہ کا رد کرنے والے ہیں وہ کبھی عقل سے کام لیتے ہوئے گم راہ ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی کر دیتے ہیں۔[29] یہ وہ افکار باطلہ تھے جنہوں نے اس عہد کے مسلمانوں کے قلوب و اذہان کو شکوک و شبہات اور اوہام میں مبتلا کر رکھا تھا۔آپ نے ان کے ناقص افکار و خیالات کا قلم کے زور سے توڑ کیا۔آپ کی اس کتاب کا مطالعہ کر لینے کے بعد ذہن ایسے خیالات کو ھباًمنثوراً تصور کرتے ہوئے ایمان کی چاشنی کو محسوس کرتے ہیں آپ کی یہ کاوش دلائل النبوۃ پر اپنی مثال آپ ہے۔

**vi۔ مصادر و مراجع**

---

[28]۔ مدارج النبوۃ 1/159

[29]۔ ایضاً 1/267

جن مصادر سے آپ نے استفادہ کیا ہے ان میں قرآن کریم، کتب ستہ، مستدرک امام حاکم، فتح الباری، مواہب الدنیہ ،روضۃ الاحباب اور آپ کی کتاب مدراج النبوۃ سے پہلے فارسی زبان میں لکھی جانے والی کتاب معارج النبوۃ وغیرہ شامل ہیں ۔یہ میدان سیرت و دلائل النبوۃ کی جامع اور بہترین کتب ہیں جو مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

## 3۔ علمِ دلائل النبوۃ کے ارتقاء میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا کردار

دلائل النبوۃ کے الفاظ عربی پس منظر کے حامل ہیں۔دلائل دلیل کی جمع ہے،دلیل کا معنی ہے رہنما یا جس سے رہنمائی حاصل کی جائے، اصطلاح میں دلیل سے مراد یہ ہے کہ"**هو الذي يلزم من العلم به العلم بشيء آخر**"۔[30] وہ ہے جس میں ایک چیز کا علم دوسری چیز کے علم کے ساتھ وابستہ ہو۔نبوۃ کا معنی پیغام رسانی ہے،اسی سے لفظِ نبی ماخوذ ہے اور نبی ایسی شخصیت کو کہتے ہیں جو تمام انسانوں سے بلند و بالا ہو اور اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچائے۔امام راغب اصفہانی رقمطراز ہیں :" **وقال بعضُ العلماء: هو من النَّبْوَة، أي: الرِّفعة، وسمّي نَبِيّاً لرِفْعة محلِّه عن سائر الناس المدلول عليه** [31]۔ **بقوله: وَرَفَعْناهُ مَكاناً عَلِيًّا**"[32] ۔بعض علماء فرماتے ہیں کہ لفظ نبی نبوۃ سے ہے یعنی بلندی۔نبی کو نبی اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ تمام لوگوں سے بلند و بالا ہوتا ہے۔اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور ہم نے آپ کو بلند مقام عطا فرمایا۔دلائل نبوت سے مراد وہ براہین ہیں جن کے ذریعے سے نبوت کی صداقت کا اثبات ہوتا ہے۔

علامات النبوۃ کے بارے میں شیخ عبد الحق رقمطراز ہیں کہ علامت، معلم اور علم اس نشان کو کہا جاتا ہے جو کسی راستے کے سرے پر ہو۔یہاں وہ علامات مراد ہیں جو آپ ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔مثلاً صفات، اخلاق، شمائل ،فضائل،افعال اور احوال جو کسی بھی عاقل کے لیے آپ ﷺ کی نبوت پر استدلال کا ذریعہ بنتی ہیں۔سابقہ کتب میں آپ ﷺ کے جو صفات و احوال کا ذکر ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے۔بلاشبہ تمام معجزات نبوت کی علامات ہیں۔[33] آپ نے علم دلائل النبوۃ کے ارتقاء میں گیارہویں صدی ہجری میں نہایت نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ نے "مدارج النبوۃ" میں دلائل و

---

[30]۔جرجانی، علی بن محمد، التعریفات، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 2021ء

[31]۔راغب اصفہانی، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، بیروت، دار القلم، 1412ھ

[32]۔مریم/57

[33]۔محدث دہلوی، عبد الحق، شیخ، اشعۃ اللمعات، ستمبر 2001ء

معجزات پر علیحدہ باب بھی قائم کیا ہے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے جو دلائل ذکر کیے ان کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

### i۔ اُمّی ہونا

آپ نے رسول اللہ ﷺ کی دلیلِ نبوت کو انتہائی خوبصورت انداز میں تحریر کیا ہے۔ اس میں آپ ﷺ کے امی ہونے پر دلائل پیش کیے اور اس سے متعلق ذہنوں میں موجود اشکالات کا رد کیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دلائل نبوت میں سے ایک یہ ہے کہ آپ اُمیّ وناخواندہ تھے۔ آپ نے ایسے کسی شہر کی جانب سفر نہیں کیا جس میں کوئی صاحب علم موجود تھا اور آپ اس سے اکتساب علم کیا ہو اور توریت وانجیل اور گذشتہ امتوں کے اخبار وحالات معلوم کیے ہوں۔ یہ اس پر واضح دلیل ہے کہ آپ کے پاس موجود اخبار عطائے الٰہی تھیں۔ [34] آپ نے اس عہد کی صورت حال کو واضح کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا تحصیل علم کسی انسان سے ثابت نہیں۔ یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بغیر تعلیم واکتساب علم، آپ ﷺ علم ومعرفت کے جتنے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اسلاف واخلاف میں کوئی اس مقام تک نہ پہنچ سکا۔ غور کیجیے اس وقت کے وہ لوگ جو لاعلمی اور جہالت کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے آپ کی تعلیم وتربیت سے علم وعمل کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے تھے۔ یقیناً یہ سب اللہ کی عطا تھی۔[35] اس کے بعد آپ بڑے واضح الفاظ کے ساتھ ذہنوں سے ہر قسم کے شکوک وشبہات دور کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کوئی ایسا انسان پیدا ہی نہیں ہوا کہ جس نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا اور خلق خدا کو یوں اپنا مطیع وفرماں بردار بنالیا ہو، جب ایسا نہیں تو پھر شک وشبہ کی گنجائش بھی باقی نہیں رہتی۔[36] آپ کے دلائل مضبوط تھے اور اسلوب تحریر کمال کا تھا، اسی علمی وسعت نے الجھے ہوئے ذہنوں کی گتھیوں کو سلجھا کر رسول اللہ ﷺ کے امی ہونے کی صحیح توضیح وتشریح کی۔ یقیناً ان نقلی وعقلی دلائل کی وجہ سے دلائل النبوۃ کے باب میں ارتقائی عمل سامنے آیا۔

### ii۔ معجزہ کبریٰ یعنی قرآن کریم

---

[34]۔ مدارج النبوۃ 1/288

[35]۔ ایضاً 1/288

[36]۔ ایضاً 1/288

رسول اللہ ﷺ کے دلائل نبوت میں سب سے اہم اور نبوت کی صداقت پر بڑی دلیل قرآن کریم ہے۔ یہ نہ صرف خود ایک معجزہ ہے بلکہ اپنے اندر لامحدود معجزات کو سموئے ہوئے ہے۔ آپ قرآن کریم کے معجزہ ہونے کے متعلق رقمطراز ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے معجزات میں سب سے قوی، پر انوار اور ہمیشہ رہنے والا معجزہ قرآن کریم ہے جو تا قیامت رہے گا۔ قرآن کریم بہت سے معجزات کا جامع ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ(**إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ**۔[37])سب سے چھوٹی سورت ہے۔ اس آیت کے معجزات شمار سے باہر ہیں۔ جب ایک سورت کا یہ مقام ہے تو تمام سورتوں کا مقام و مرتبہ کیا ہو گا۔[38] آپ کی اس خوبصورت توضیح و تفہیم سے عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اس دلیل نبوت میں کتنا کمال ہے۔ اس کے بعد آپ نے دس کے قریب قرآن کریم کے اعجاز کی وجوہ ذکر کی ہیں، وہ یہ ہیں: اس کی مثل لانے کا چیلنج کرنا، نظم عجیب اور اسلوب غریب، قرآن کریم کی غیبی خبریں، گذشتہ لوگوں کے واقعات و حوادث، کتاب لاریب سے محبت و دلچسپی اور عدم اکتاہٹ، اہل عرب کے لیے بالکل نئے علوم و معارف، نظم کے پیرایہ میں رکھنا، قرآن کریم کے حفظ کا آسان ہونا، اجزائے قرآنی کا باہم متشکل ہونا، آیات قرآنیہ کا ہمیشہ کے لیے باقی رہنا وغیرہ۔[39] یہ تمام تر وجوہ اعجاز قرآنی رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی روشن دلیلیں ہیں۔ ان میں سے پہلی چار کو آپ نے حقیقی وجوہِ اعجاز اور آخر الذکر کو خواص اور صفات کے عجائب قرار دیا ہے۔

قرآن کریم کے دلیل نبوت ہونے کے بارے میں آپ نے بڑی خوبصورت بات لکھی ہے کہ فصاحت وبلاغت اور خطابت عربوں کا ہنر اور پیشہ تھا۔ اس میں ان کا عجز صحتِ رسالت کی واضح و قاطع دلیل ہے ۔[40] قرآن و سنت اور تعامل صحابہ و اقوال علماء سے دلائل پیش کرنے کے بعد آپ نے کفار کے عجز کو بھی بیان کر کے واضح کر دیا کہ منکر کا اقرار اور اعتراف عظمت کسی بھی چیز کے اثبات کی دلیل ہوتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ فصاحت وبلاغت میں اہل قریش کا بڑا ہنر مند تھا۔ اس نے تلاوت قرآن کریم سماعت کی اور کہہ اٹھا **والله إنَّ له لحلاوةً، وإنَّ عليه لطُلاوةً**۔ خدا کی قسم اس

---

[37]۔ الکوثر 1:108

[38] ۔ مدارج النبوۃ 1/288

[39]۔ مدارج النبوۃ 1/288-298

[40]۔ایضاً 1/289

میں بڑی مٹھاس، لذت اور تازگی ہے۔ ابن ولید اپنی قوم کو کہتا تھا کہ میں سب سے زیادہ شعری ادب کو جاننے والا ہوں لیکن قرآن کریم جیسا کوئی کلام موجود نہیں۔ [41]اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی وہ دلیل ہے جس کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔ جب وہ جھٹلا نہیں سکتے تو کفار کا آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کو تسلیم کرنا رسول اللہ ﷺ کا حق تھا اور انہیں چاہیے تھا کہ جھوٹ کو ترک کر کے راہ حق اختیار کرتے۔

## iii۔ کتب سماویہ میں تذکرہ

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل نازل ہونے والی کتب سماویہ یعنی توریت، انجیل، زبور اور دیگر صحائف انبیاء میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ موجود ہے۔ اگر اس دلیل نبوت پر غور کیا جائے تو کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس پر باقاعدہ باب قائم کیا کہ در ذکر آنحضرت ﷺ در کتب سابقہ و تعظیم و تجہیل وی واخبار بر رسالت وی در توریت وانجیل۔[42]آپ لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کو آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کا علم بہت پہلے حاصل ہو چکا تھا اور انہوں نے آپ ﷺ کی بعثت کے بعد نفرت کا اظہار کیاماسوائے ان حضرات القدس کے جن کو اللہ کریم نے توفیق ہدایت عطا فرمادی تھی۔ علم ہونے کے باوجود کہنے لگے یہ وہ نبی ورسول نہیں ہیں جن کا کتب سابقہ میں ذکر ہے ۔اگرچہ وہ آپ کی ذات پاک سے متعلق کلام الٰہی میں تحریف کرنے لگے لیکن آپ کے دلائل نبوت و معجزات روز روشن کی طرح واضح تھے۔[43] بعد ازاں آپ نے قبیلہ اوس کے راہب ابو عامر کا تفصیلی واقعہ ذکر کیا۔ ان کے رد میں انجیل، توریت، زبور، صحائف انبیاء، صحیفہ ابراہیم، کتاب حبقوق، صحیفہ شعیا سے دلائل دیے اور واضح کیا کہ ان کے اعتراضات ان کی ہٹ دھرمی کی بنیاد پر تھے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے دلائل ان کی کتب سماویہ میں موجود تھے جس طرح کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے جانے تک فارقلیط کی بعثت نہ ہو گی، جب وہ تشریف لائیں گے تو لوگوں کی غلطی وخطا پر سزا کا نفاذ کریں گے اور وہ سب اللہ کی طرف سے حق وصداقت پر مبنی ہو گا اور وہ ان کو سچی خبریں دے گا۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ فارقلیط میں اس گواہی کی طرف اشارہ ہے جو آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت

[41]۔ ایضاً 1/290

[42]۔ ایضاً 1/119

[43]۔ مدارج النبوۃ 1/178

کی صداقت پر دی تھی اور وہ آیات قرآنیہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف اور پاکیزگی پر قرآن کریم میں موجود ہیں ۔[44] ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ سابقہ کتب سماویہ میں نبی کریم ﷺ کی سیرت وصفات کا تذکرہ موجود ہے۔اس کے ثبوت کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں لیکن کفار کے باطل الزامات کا رد بھی ضروری ہے جو صاحبان ایمان کے لیے مزید اطمینان، نور اور یقین کا ذریعہ ہو گا۔[45]

زبور کی بشارت کے حوالہ سے آپ رقمطراز ہیں کہ زبور میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے متعلق فرماتا ہے کہ (فاضت النعمة من شفتيک) آپ کے لبوں سے دنیا و آخرت کی نعمتیں فیض یاب ہیں ۔ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ اور وہ نعمت جو آپ کے لبہائے مبارکہ سے جاری ہوئی وہ قرآن کریم اور سنت مبارکہ ہے ۔ سنت سے مراد وہ عمل مبارک ہے جو آپ نے سر انجام دیا ہو۔[46] آخر میں آپ لکھتے ہیں کہ واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ گذشتہ آسمانی کتابوں میں موجود ہے جس کا اہل کتاب کو بخوبی قطعی اور یقینی علم تھا، انہوں نے بغض و عناد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر آپ ﷺ کے عظیم مشن سے روگردانی کی۔[47] اس کے بعد آپ نے تقریباً بارہ احادیث ایسی ذکر کیں جن میں ان کفار کا بغض و عناد اور حسد ظاہر ہوتا ہے۔[48]

## iv ۔ماضی و مستقبل سے متعلق خبریں اور بشارات

آپ رسول اللہ ﷺ کے اخبار ماضیہ و مستقبلہ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا غیب کی خبریں دینا دو طرح کا تھا۔ قرآن کریم جس میں گذشتہ و آئندہ اخبار موجود ہیں جن میں ابتداء وانتہا کے احوال کا ذکر ہے اور دوسرا آنے والے حوادث و واقعات جن کا ذکر احادیث مبارکہ میں ہو چکا ہے ۔[49] اس کے بعد آپ نے کثیر تعداد میں آیات و

---

[44] ۔ ایضاً 1/188-179

[45] ۔ایضاً 1/180

[46] ۔ایضاً 1/185

[47] ۔ایضاً 1/190

[48] ۔ ایضاً 1/190-195

[49] ۔ مدارج النبوۃ 1/134

احادیث ذکر کی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی اخبار کا ذکر ہے۔ ان میں سے چند مثالیں ملاحظہ فرمایے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ۔[50] بہت جلد ہم ان کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سے احد کے دن کفار کی حالت واضح ہو رہی ہے کہ غلبہ پالینے کے باوجود ان کے قلوب پر رعب و دبدبہ تھا۔[51] اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ۔[52] یہ لوگ غلبہ پالینے کے بعد جلد مغلوب ہو جائیں گے۔ آپ رقمطراز ہیں کہ اس آیت کریمہ کا سبب نزول قیصر و کسریٰ کی لڑائی ہے۔ سات سال کے بعد حدیبیہ کے وقوع کے وقت کسریٰ پر قیصر کا غلبہ ہو گیا۔[53] قرآنی آیات کے بعد آپ نے احادیث مبارکہ تفصیلاً ذکر کیں پھر ان کی روشنی میں اخبار مغیبہ ذکر کیں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کے ظاہر ہونے کی اخبار، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر، حضرت عمار بن یاسر کے قتل کی خبر، قرنان کے جہنمی ہونے کی خبر، امام حسن بن علی کی دو گروہوں کے درمیان صلح کی خبر، امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔[54]

## v۔ دلائل و معجزات حسیہ و معنویہ

دلائل و معجزات حسیہ میں انشقاق قمر، تکثیر طعام اور انگلیوں سے چشموں کا جاری ہونا اور معجزات معنویہ یعنی عصمت، دعا کی قبولیت اور دعوت اسلام کا تیزی سے پھیلنا شامل ہیں۔ آپ نے ان معجزات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ یہاں پر دلائل حسیہ میں سے صرف انشقاق قمر اور معنویہ میں سے عصمت کی مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ آپ رقمطراز ہیں کہ آپ جان چکے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے معجزات میں سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ چاند کے ٹکڑے کرنا، پانی کا چشمہ بہانا، کھانے کو زیادہ کرنا اور جمادات کو بلانا وغیرہ بھی بڑے معجزات میں شمار ہوتے ہیں۔[55] انشقاق قمر کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ چاند

---

[50] آل عمران 3: 151۔

[51] مدارج النبوۃ 1/336۔

[52] الروم 30:3۔

[53] مدارج النبوۃ 1/336۔

[54] ایضاً 1/340-344۔

[55] مدارج النبوۃ 298، اشعۃ اللمعات 7/218۔

کے ٹکڑے کرنا عظیم معجزہ ہے کیوں کہ یہاں عالم علوی میں تصرف ہوا ہے جو کسی اور نبی سے صادر نہیں ہوا۔ یہ معجزہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا:اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ-[56] قیامت قریب آگئی اور چاند ٹکڑے ہو گیا۔ اس آیہ کریمہ میں مفسرین کے ہاں دنیا میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ قیامت کے روز انشقاق قمر پر محمول نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ " وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ۔[57] آیات ذکر کرنے کے بعد آپ نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں ثابت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند کے ٹکڑے کیے تھے۔ آپ ﷺ کے دلائل نبوت معنویہ میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دشمنوں کی طرف سے پہنچنے والے نقصانات سے محفوظ فرمالیا تھا ۔اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دشمنان اسلام کے مکر وفریب اور نقصانات سے آپ کو محفوظ فرمالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ**۔[58] اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ فرمائیں گے۔ بعد ازاں آپ نے کثیر تعداد میں آیات، احادیث اور اقوال ذکر کیے ہیں۔ آخر میں آپ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عصمت وحفاظت اس طرح کی کہ یہود وہنود نے آپ کے غلبہ کی خبریں دے کر کفار کو ڈرایا جس کی وجہ سے وہ قتل پر برانگیختہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے ہر فتنہ وشر سے آپ کو محفوظ فرمادیا۔[59]

## vi ۔کمالات وخصائص نبویہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے کسی کو کمالات وخصائص عطا نہیں فرمائے۔ آپ ﷺ پر ہر کمال وخصوصیت کی انتہا ہے ۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے دو طرح کے کمالات کا ذکر کیا ہے۔ ایک دنیاوی یعنی حیات ظاہری میں کمال جس طرح کہ معراج ورویت باری تعالیٰ اور دوسرا اخروی کمال جس طرح کہ لواء الحمد، حوض کوثر، شفاعت اور مقام محمود وغیرہ ۔ آپ حضور ﷺ کے دنیاوی کمال کے ضمن میں معراج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انتہائی شرف واعزاز

---

[56]۔القمر 54 :1

[57]۔القمر 2:54

[58]۔المائدۃ5: 67

[59]۔ مدارج النبوۃ1/350

سے متصف عظیم معجزہ معراج النبی ﷺ ہے جو کسی اور نبی کو عطا نہ کیا گیا۔ یہ آپ کا ایسا کمال ہے جو آپ کے ساتھ ہی خاص ہے۔[60] اور اخروی کمال کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز محشر جس مقام و مرتبہ سے آپ ﷺ کو نوازے گا اس کی مثال موجود نہ ہو گی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ مجھے عرش کے داہنی طرف کھڑا فرمائے گا، ایک روایت میں عرش اور ایک میں کرسی کا ذکر ہے اور جنت کی چابی عطا فرمائے گا اور آپ کے دست اقدس میں لواء تھمائے گا اور شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا جس سے انسانیت کو عظیم نفع پہنچے گا۔[61] ان دلائل و معجزات کو آپ نے بالکل منفرد انداز میں تحریر کیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے علم دلائل النبوۃ کے ارتقاء میں کتنا متحرک کردار ادا کیا۔ آپ نے بہت سے شکوک و شبہات ذہنوں سے صاف کیے اور رسول اللہ ﷺ کے درجہ رفیعہ کی توضیح و تشریح کر کے اس کا فہم آسان بنایا۔

## 4۔ علم دلائل النبوۃ سے متعلق روایات کی تحقیق میں شیخ عبد الحق کا اسلوب

آپ نے جہاں علم دلائل النبوۃ کی توضیح و تشریح کی وہاں کئی مقامات پر دلائل نبوت ذکر کرتے وقت روایات پر تحقیق پیش کی اور مصادر اصلیہ کی طرف راہنمائی کی۔ جو روایات بے اصل تھیں ان کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔ آپ نے نبی کریم ﷺ کے دامن مبارک میں چاند کے داخل ہو کر آستین سے باہر آنے والی روایت کو بے اصل قرار دیا۔[62] انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کا چشمہ جاری ہونے والی روایات کے متعلق لکھا کہ یہ متعدد اسانید سے مروی ہونے کی وجہ سے علم قطعی بتواتر معنوی کا فائدہ دیتی ہیں۔[63] شق قمر والی روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس روایت کو صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد نے روایت کیا ہے۔ ابن عبد البر محدث کبیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین کے جم غفیر نے روایت کیا ہے اور ان سے محدثین کی ایک بڑی تعداد نے اس کو ہم تک پہنچایا ہے۔ یوں متقدمین و متاخرین نے اس کو کثیر اسانید سے ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن سبکی رقمطراز ہیں کہ میرے نزدیک معجزہ شق قمر متواتر ہے اور جس کا ذکر

---

[60]۔ ایضاً 1/350

[61]۔ ایضاً 1/350

[62]۔ مدارج النبوۃ 1/301

[63]۔ ایضاً 1/301

قرآن کریم میں موجود ہے اور صحیحین وغیر ہما میں کثیر اسانید صحیحہ سے مروی ہے جس کے تواتر و صحت میں شک کی گنجائش نہیں۔[64] معراج کے باب میں لکھتے ہیں کہ اس پر کثیر تعداد میں احادیث مشہورہ اور اخبار صحیحہ موجود ہیں بلکہ آیات قرآنیہ بھی ہیں۔[65] اثبات معراج کے باب میں لکھتے ہیں کہ جان لیجیے کہ معراج النبی والی حدیث کو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے تواتر معنوی کے ساتھ روایت کیا ہے اگرچہ کسی لحاظ سے روایات مختلف ہیں۔ ان میں معروف وہ طویل حدیث ہے جسے امام بخاری و مسلم نے حضرت قتادہ، حضرت انس، مالک بن صعصعہ سے نقل کیا ہے۔[66] رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی روایت کے متعلق رقمطراز ہیں کہ یہ حدیث متعدد روایتوں سے باختلاف الفاظ و عبارات اور طول و اختصار مروی ہے۔ [67] اونٹ سے ہم کلام ہونے والی روایات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ احادیث متعدد الفاظ سے مروی ہیں اور صحیح ہیں۔[68] کلام آہو کے ضمن میں حدیث غزالہ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ اسی باب سے حدیث غزالہ ہے۔ اس کو محدثین نے متعدد اسانید وطرق سے روایت کیا ہے اور ان اسانید وطرق کی وجہ سے قوی قرار دیا ہے۔[69]

معلوم ہوا کہ علم دلائل النبوۃ سے متعلق آپ کے پاس احادیث و مرویات کا ایک ذخیرہ موجود تھا اور آپ اس کی اسانید کی صحت و ضعف سے بھی واقف تھے۔ اس محققانہ انداز میں علم دلائل النبوۃ کی تشریح و توضیح آپ کا خاصہ ہے۔

## 5۔ دلائل النبوۃ پر اعتراضات کا جائزہ

آپ نے دلائل نبوت کے اثبات میں جو محققانہ وماہرانہ اسلوب اختیار کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جہاں دلائل النبوۃ کو نقلی و عقلی انداز میں پیش کیا ہے وہاں اس کی تحقیق سند کا بھی خیال رکھا اور صرف یہی نہیں بلکہ دلائل النبوۃ پر وارد اعتراضات کے شافی و کافی جوابات بھی دیے۔ معترضین میں سے ایک تو وہ تھے جو منکرین نبوت تھے اور دوسرے وہ جو دلائل نبوت کے منکر ہوئے، دونوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ نے ان کے اعتراضات باطلہ کا رد بلیغ فرمایا ہے۔ اس سے

---

[64] ۔ مدارج النبوۃ 1/299-300، اشعۃ اللمعات 7/217

[65] ۔ مدارج النبوۃ 1/263

[66] ۔ ایضاً 1/266

[67] ۔ ایضاً 1/436

[68] ۔ ایضاً 1/249

[69] ۔ ایضاً 1/315

ذہنوں میں موجود تمام اشکالات کا ازالہ ہو جاتا ہے اور ایمان کی تازگی کی مزید لذت محسوس ہوتی ہے۔ آپ اعتراضات باطلہ کا رد کرنے سے پہلے فرماتے ہیں کہ اب ان اعتراضات کا رد کیا جاتا ہے جو مجمل و مبہم آیات کی مد میں رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں کمی کرنے کی خاطر کیے جاتے ہیں۔ یہ اصل میں تشابہات میں سے ہیں۔ علمائے اسلام نے ان کی بہترین تاویلات اور مناسب معانی کی طرف راہنمائی کر دی ہے۔[70] ذیل میں نبوت و دلائل نبوت پر وارد چند اعتراضات اور ان کے جوابات درج کیے جاتے ہیں۔

## i۔ منصبِ نبوت کا ضلالت سے منزہ و مبرا ہونا

آپ نے رسول اللہ ﷺ کے قبل و بعد از بعثت صراط مستقیم پر فائز رہنے سے متعلق منکرین شان نبوت کا اعتراض ذکر کیا ، پھر اس کا رد کیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ منکرین "ووجدک ضالا" کو قبل بعثت کی ضلالت کی طرف منسوب کرکے ہدایت سے اس کا ازالہ کرتے ہیں حالانکہ علماء کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ نبوت سے پہلے یا بعد میں کبھی ضلالت سے متصف نہیں ہوئے۔ آپ ﷺ کو اس سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ یہی مقام تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ آپ ﷺ کو نبوت و رسالت اور اصطفاء و اجتبا کے ساتھ نوازا گیا ہے اور آپ ﷺ کبھی بھی کفر و شرک اور فسق و ضلالت سے متصف نہیں ہوئے۔[71] بعد ازاں آپ نے مزید گہرائیوں میں اتر کر شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ اس شان اقدس کے حوالہ سے معتزلہ کا کمزور مؤقف کسی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ اسی آیت کریمہ "ووجدک ضالا" کے ضمن میں معتزلہ کا کہنا ہے کہ ضلالت سے ہدایت کی طرف آنا عقلاً جائز نہیں۔ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے ہاں یہ جائز ہے، لیکن دلائل اسی کے ساتھ ہیں کہ ایسا کبھی واقع ہی نہیں ہوا، کیوں کہ آپ ﷺ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی اس سے محفوظ رکھے گئے ہیں۔ ہر کفر و معاصی، غلطی و غفلت اور کبائر سے محفوظ و مامون ہیں خصوصاً سید انبیاء ﷺ کہ آپ عصمت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں، کسی کی کیا مجال کہ دم مارے۔[72] آپ کی یہ تحریر

---

[70]۔ مدارج النبوۃ 1/121

[71]۔ ایضاً 1/155

[72]۔ ایضاً 1/155

اگرچہ درج بالا اعتراض کے جواب میں کافی ووافی تھی لیکن پھر بھی آپ نے مزید بر آں دس اقسام کے مختلف دلائل پیش کیے تاکہ ضلالت اور عصمت کا مفہوم کھل کر سامنے آجائے۔ یہ آپ کی وسعت نظر و علم کا کمال تھا۔[73]

## ii۔ شق صدر کا واقع ہونا

نیچری طبقہ فکر سے وابستہ حضرات کا خیال ہے کہ شق صدر سے انسان کی موت واقع ہوتی ہے اور یہ زندگی کی ضد ہے۔ آپ نے شق صدر پر اس اعتراض کا علمی و جامع جواب دیا، لکھتے ہیں کہ نیچری اس کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شق صدر اور دل کا نکالنا موت کا سبب ہے جبکہ ارباب عقل کا کہنا ہے کہ غسل دینے اور قلب اطہر کو زم زم کے مقدس پانی کے ساتھ دھونے سے مراد باطنی صفائی ہے جبکہ اہل ایمان کا کہنا ہے کہ یہ سب اسباب عادی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز محال و ناممکن نہیں۔[74] بعد ازاں آپ نے اس پر مزید دلائل پیش کیے۔[75] آپ ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں کہ شق صدر چار بار ہوا: بچپن، دس سال کی عمر، اعلان نبوت اور معراج سے قبل۔[76]

## iii۔ انبیاء پر صغائر کا جائز ہونا

آپ نے انبیاء پر صغائر کے جائز ہونے کے متعلق اعتراض کا قرآنی آیات اور اس کے ساتھ عقلی دلائل سے رد کیا اور فقہاء و محدثین اور متکلمین کی ایک جماعت کے مؤقف کو غیر صحیح قرار دیا۔ ورنہ کبائر کا جواز اور خرق اجماع بھی لازم آتا ہے جو اہل اسلام کے ہاں قابل قبول نہیں۔ آپ نے ان کا رد بلیغ فرمایا کہ ان کے دلائل احتمال رکھتے ہیں اور قابل تاویل ہیں، اسلاف نے بھی تاویل ہی کی ہے اور ان کے ظاہر کو ترک کیا ہے۔[77] بعد ازاں بڑی تفصیل سے آپ نے صغائر اور

---

[73] ۔ مدارج النبوۃ/157-158

[74] ۔ ایضاً 1/266

[75] ۔ ایضاً 1/266

[76] ۔ اشعۃ اللمعات 7/216

[77] ۔ مدارج النبوۃ 1/159

"ووضعنا عنک وزرک" میں وزر یعنی بوجھ پر جوابات تحریر کیے ہیں۔ آپ رقمطراز ہیں کہ معروف یہی ہے کہ اس سے مراد نبوت کے بوجھ کو ہلکا کرنا ہے۔ صغائر و کبائر اس سے مراد نہیں لیے جاسکتے۔[78]

## iv۔ پہلے رسول سے متعلق اعتراض

آپ زمین میں سب سے پہلے رسول سے متعلق ایک اعتراض کا ذکر کر کے پھر اس کا جواب تحریر کرتے ہیں کہ معترضین کا کہنا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا قول ہے کہ "وہ زمین والوں میں سب سے پہلے رسول ہیں" حالانکہ ان سے پہلے حضرت آدم نبی و رسول تھے۔ اسی طرح حضرت شیث اور ادریس علیہما السلام بھی حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام نبی تھے رسول نہ تھے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت میں اولیت "زمین والوں میں سے" مقید ہے۔ انبیاء و رسل اہل زمین نہ تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت بیٹوں کے لیے تھی تاکہ توحید کو مانیں اور شریعت کا فہم حاصل کریں یہی پیغام حضرت شیث اور ادریس علیہما السلام کا بھی تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کی رسالت کفار کو توحید کی دعوت دینے کے لیے تھی۔[79]

## v۔ معجزہ انشقاقِ قمر

آپ نے معجزہ شق قمر پر معترضین کا اعتراض ذکر کیا، بعد ازاں اس کا مسکت جواب دیا، آپ لکھتے ہیں کہ بعتیوں اور فلاسفہ کا کہنا ہے کہ فلک پر عمل دخل جائز نہیں۔ جبکہ انہیں علم نہیں کہ افلاک بھی اللہ کی مخلوق اور اس کی قدرت کاملہ کے زیر نگیں ہیں۔ تبھی تو ان کو روز قیامت لپیٹ دیا جائے گا۔[80] معجزہ شق قمر کی سندی حیثیت کو واضح کرتے ہیں کہ انشقاق قمر کا معجزہ یقیناً آپ ﷺ سے وقوع پذیر ہوا۔ اسے صحابہ، تابعین اور مابعد محدثین کرام کے جم غفیر نے روایت کیا ہے۔ امام ابن سبکی نے اسے متواتر قرار دیا۔ بخاری و مسلم اور دیگر محدثین نے اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ اس پر مفسرین کا اجماع ہے۔[81] معجزہ شق قمر پر ایک اور اعتراض کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ملحدین کا کہنا ہے کہ اگر یہ معجزہ وقوع پذیر ہوا تھا تو ہر خاص و عام اس کو بیان

---

[78]۔ ایضاً 1/159

[79]۔ مدارج النبوۃ 1/436

[80]۔ اشعۃ اللمعات 7/217

[81]۔ ایضاً 7/217

کر تا جبکہ باقیوں نے دیکھا ہی نہیں صرف اہل مکہ نے نظارہ کیا جبکہ اس کو مؤرخین تواتر سے نقل کرتے۔ جواب ملاحظہ کیجیے کہ جن کو دکھانا مطلوب تھا رات کے مخصوص لمحات میں دکھادیا جب لوگ سو رہے تھے اور چاند کچھ مطالع پر ظاہر تھا اور کہیں پر نہ تھا جیسا کہ خسوف میں ہوتا ہے۔ بعض اسے دیکھتے ہیں اور بعض نہیں۔ روایات میں آیا ہے کچھ لوگوں نے اس کی خبر دی اور اسے تواتر کے ساتھ نقل کیا۔ کتب سیر و تواریخ اس واقعہ سے متعلق علم کی دولت سے مالا مال ہیں۔ اگر کفار و منکرین نے اسے نقل نہیں کیا تو کیا مضائقہ ہے۔[82]

## vi ۔ اشکالات کا ازالہ

اسی طرح آپ کسی بھی چیز میں کوئی اشکال محسوس کرتے تو اس کو دور فرما کر ذہنوں کو اطمینان بخشنے کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ حجاب باری تعالیٰ سے متعلق انتہائی خوبصورت بات کہہ ڈالی، وہ لکھتے ہیں کہ جان لیجیے کہ حجابات باری تعالیٰ مخلوق کے حق میں ہیں نہ کہ خالق عزوجل کے حق میں۔ اللہ تعالیٰ محجوب یا چھپنے سے پاک ہے۔ حجاب محیط اور ذات باری تعالیٰ غیر محیط ہے جبکہ مخلوق اس سے متصف ہے۔[83] بعد ازاں آپ نے اسی موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔ آپ نے علم دلائل النبوۃ کی مختلف جہات پر ایسے موتی بکھیرے کہ جن کی مثال نہیں ملتی۔ یہ تمام جواہر و لعل اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ آپ کا رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے گہرا تعلق تھا جس کا اظہار انہوں نے اپنی نوکِ قلم کو حرکت دے کر کیا۔ آپ نے ذات نبوت و رسالت کے متعلق انتہائی محتاط انداز اپنانے کو ترجیح دی اور لکھا کہ ایسے اشکالات کو حوالہ ءِ باری تعالیٰ کیا جائے۔ آپ لکھتے ہیں کہ اصفیاء اور محققین نے جو آداب اور قواعد بیان کیے ہیں ان کو ذہن میں رکھ کر ان امور میں احتیاط کرنا اشکالات کا حل اور سلامتی کا ذریعہ ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خطاب و عتاب اور دبدبہ و غلبہ یا برتری واقع ہوئی ہو جیسے " **إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ**"۔[84] بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے۔ اور " **لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ**"۔[85]

---

[82]۔ ایضاً 7/218

[83]۔ مدارج النبوۃ 1/279

[84] ۔القصص 28: 56

[85] ۔الزّمر 39: 65

تمہارے عمل ضرور باطل ہو جائیں گے۔ **اور مَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ۔**[86] میں نہیں جانتا میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا وغیرہ۔ چند دیگر آیات ذکر کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس طرح کے تمام اقوال جو بھی سامنے آئے ان میں دخل دینے کا ہمیں کوئی اختیار حاصل نہیں، ادب کا دائرہ ملحوظ رکھتے ہوئے سکوت کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ مولا کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بندے کو جو بھی فرمائے اور ترجیح و غلبہ کو ظاہر فرمائے، کسی اور کی یہاں مجال نہیں۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس میں کمزور عقیدہ اور جہال کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔[87] شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی وسعت علمی کا ہی فیضان تھا کہ اہل بر صغیر رسالت و نبوت سے متعلق درست اسلامی فکر پر قائم ہیں۔

## 6۔ خلاصہ بحث

تمام گذارشات کا حاصل یہ ہے کہ علم دلائل النبوۃ ایسے علوم و معارف سے عبارت ہے جن سے منصبِ نبوت کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ علم دلائل النبوۃ کے میدان میں مسلم علماء نے فعال کردار ادا کیا ہے۔ دلائل النبوۃ، خصائص النبوۃ، اعلام النبوۃ، علامات النبوۃ اور معجزات کے عنوان سے کتب تحریر کیں۔ انسانی تاریخ میں دلائل النبوۃ کی غیر معمولی اہمیت سے خوف زدہ غیر مسلم مفکرین نے جو اعتراضات وارد کیے تھے مسلم علماء نے ان کا رد کیا ہے۔ بر صغیر میں گیارہویں صدی ہجری کے عظیم محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے علم دلائل النبوۃ سے متعلق "مدارج النبوۃ" سے موسوم علمی و تحقیقی کتاب تحریر کی جو اس فن کی شاہکار ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے اپنی دیگر کتب میں بھی دلائل النبوۃ سے متعلق مختصراً ابحاث تحریر کی ہیں۔ آپ نے دلائل النبوۃ کی جو توضیح و تشریح کی ہے اس سے ذہنوں میں موجود تمام اشکالات اور شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے نیز اس سے کئی علمی جہات کا تعین ہوتا ہے۔ آپ نے کثیر تعداد میں دلائل و معجزات ذکر کیے ہیں، ان میں اُمّی ہونا، آپ ﷺ کا معجزہ کبری یعنی قرآن کریم، کتب سماویہ میں ذکر ہونا، اخبار ماضیہ و مستقبلہ اور بشارات، دلائل و معجزات حسیہ و معنویہ اور کمالات و خصائص نبویہ ﷺ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے ان دلائل کی تفہیم کے لیے جو اسلوب اپنایا ہے وہ انتہائی محققانہ ہے۔ علم دلائل النبوۃ کو قرآن و سنت، اقوال صحابہ و تابعین سے اخذ کیا اور آیات قرآنیہ سے متعلق اوہام و اشکالات دور کیے۔ روایات پر حکم لگائے اور مختلف اسانید و طرق کے متعلق آگاہی دی، ان میں سے چند یہ ہیں: انگلیوں سے پانی کے چشمے

---

[86] ۔ الاحقاف 9:46

[87] ۔ مدارج النبوۃ 1/285

جاری ہونا، معجزہ شق قمر، معراج النبی ﷺ، شفاعت مصطفیٰ ﷺ، اونٹ سے ہم کلام ہونا اور کلام آہو وغیرہ۔ دلائل النبوۃ سے متعلق آیات قرآنیہ اور روایات کے متون کی عالمانہ تشریح کی، الفاظ کے معانی اور تاویلات میں موجود اختلافات اور احتمالات کو کھول کر بیان کیا اور اس کی صحیح تاویلات کو احاطہ تحریر میں لائے۔ نیچری فرقہ، متکلمین، فلاسفہ اور معتزلہ کی طرف سے نبوت اور دلائل نبوت پر اعتراضات یا غیر صحیح تاویلات کا نقلی وعقلی دلائل سے رد بلیغ کیا ہے۔ جس طرح منصب نبوت کا ضلالت سے منزہ ومبرا ہونا، شق صدر کا واقع ہونا، انبیاء پر صغائر کا جائز ہونا، پہلے رسول سے متعلق اعتراض، معجزہ انشقاق قمر وغیرہ۔ یقیناً آپ محقق، فقیہ، محدث اور صوفی تھے۔ ان تمام میادین کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ نے دلائل النبوۃ کو احسن طریقہ سے امت مسلمہ کے سامنے پیش کر دیا۔